جلد ۱۲ نمبر ۲۳

# مضامین

(۱۰ جون ۱۹۲۹ء)

## خمریات جگر

### "پی گیا"

اخاہ! اشعار اور شاعری نے کیا ترقی کی ہے کہ اب رفتہ رفتہ فن اور اس کے نام مرتبے ہیں ابھی کم ہیاقی اور کند ذہنی پر اتنا افسوس ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے کوئی سامنے آئے کہ شعر تو یہ ہیں۔

حسن فن کے اصطلاحی نام ختم کرنے کی جو تمہید ہے شعرا نے اب اختیار فرمائی ہے وہ بہت آسان ہے یعنی کسی شعر کا مفہوم یا مضمون لے لیجئے۔ اور اس کے آخر میں "ردیف" کا الحاق فرما دیجئے بس اصطلاح قائم ہو گئی صنعت برقرار۔ مثلاً کوئی صاحب ہمارے محترم ڈاکٹر سر اقبال کا یہ مشہور مطلع پڑھیں ؎

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

تو صنعت حسن ظاہر کرنے کے لیے تو وہ اخریات ... فرما سکتے ہیں یا حضرت ... کا یہ شعر کہیں ؎

کبھی اے حسین کتنا وہ نظر آ سحری نماز میں
کہ ہزاروں سے چھپ کے ہو رہی ہیں شب گزار میں

آزمائش میں بہت کیا حضرت ... کہہ دیں۔ یا ایک دوست کی یہ شعر غزل کہیں درج کریں جس کا مطلع ہے ؎

شب جو اس نے چھلاوہ کس کے وزر دار میں
برق بن کے چمک گئی آج سر نیاز میں

ان شعروں کے ... ہیں وہ جہاں کے عجیب ترقی آباد میں۔ خمریات جگر کے عنوان ایک نظم نظر نواز ہوئی جس کا عنوان ہم نے سمجھ لیا کہ خمریات سے مراد وہ صنعت ہے جس میں شراب کا ذکر ہو۔ خود جگر کے نیچے دوسرا عنوان یا شعر ... "پی گیا" اگر لکھنؤ خمریات سے کچھ ... "پی گیا" کا اہتمام اگر اشعار میں ذہن سامع کو بہکا دیتا۔ کیا پی گیا؟ اس نظم کے نصف درجن مطلع ہیں۔ شاعر صاحب سے ہم واقف ہیں شاید آپ کو واقف ہونے کی ضرورت ہے۔ کلام دیکھو اور اس سے جو مطلب سمجھ میں آئے کر لیجئے شاعر کی ذات سے کوئی علاقہ نہیں۔ مطلع ہے ؎

ساقی کی ہر نگاہ پہ بل کھا کے پی گیا
لہروں سے کھیلتا ہوا لہرا کے پی گیا

ساقی کی نگاہ بل کھاتی ہوئی معذ چشم سے نکلی۔ ساقی تھا یا کوئی سپیرا؟ کاریگر جس کی پتلیاں ایک بار ٹھہر تی نہیں پھنکی کی طرح گھومتی ہیں اور بیچ بل کھا رہی تھیں۔ شعرا آنکھوں کو کنایۃً میخانہ اور پیمانہ اور ساغر کہتے ہیں اس اعتبار سے بل کھانے والی نگاہ سے بھی جگر کو بل کھاتی ہوئی دکھائی دی وہ ضرور خراب ہوگی۔ پینے والا بھی ایسی ہی ہے۔ ہمارا شاعر بھی ویسے وہ بھی بل کھا کے پی گیا۔ ہمارا چپ چاپ جھلی حالت میں پہنچ گئی۔ قصہ ختم ہوا۔ اب یہ لہریں کس پانی سے نکلیں جن کو بل کھا کے پی جانے کے بعد لہرا کے پینے پر مجبور کیا۔ ہم جو کہ شعرا نعم ... تو غلط ہے اور دوسرے مصرعے میں لہرا کے اس طرح ہے جوڑ ہے لہٰذا مصرعۂ ثانی یوں ہوتا تو اچھا تھا ؎

جنگل بچا کے اس کو میں جتا کے پی گیا

پھر فرماتے ہیں ؎

بے کیفیوں کے کیف سے گھبرا کے پی گیا
توبہ کو توڑ تاڑ کے تھرا کے پی گیا

شاید کیف۔ کاتب کی غلطی ہے اصل مصرعہ یوں تھا ؎

بے کیفیوں کی کیف سے گھبرا کے پی گیا

کیف آور ہے کہ اور وہ شراب اور نمک ہی ارزاں ہو کہ جنگلیوں ان کے زمین پر۔ بے کیفی میں کیف کہاں ... رد شبات کا اجتماع کیسا؟ دوسرے مصرعے میں تھرانا فضول ہے تو بجری یا پاپڑی تمیں جو توڑنے والے کے جسم میں تھرتھری پیدا کر دے۔ ہاں توبہ توڑنے والا کس قدر ڈرا ضرور ہوتا ہے لہٰذا دوسرا مصرعہ یوں پڑھیں تو اچھا ہے ؎

توبہ کو توڑ تاڑ کے ڈر کے پی گیا

اصلاح تاریخ جوڑ کر پھر پورا مطلع یوں پڑھئیے ؎

بے کیفیوں کی کوفت سے تھرا کے پی گیا
توبہ کو توڑ تاڑ کے گھبرا کے پی گیا

یا یعنی کہ کوفت سے انسان تھراتا ہے اور توڑ تاڑ سے گھبراتا ہے۔ تیسرا مطلع ہے ؎

ان مست انکھڑیوں کی قسم کھا کے پی گیا
جب ہر طرح کی کوئی مرا کے پی گیا

قسم کھائی لہٰذا کھایا گے تو خیر کھانے کے بعد پینے کا دستور ہی ہے مگر یہ وہ خوبی ہر جب جگہ موجود رہتی ہے یعنی جہاں شاعر بالکل ہوتا ہے وہیں اپنا اثر دکھاتی ہے چنانچہ اس خمریات کی بے بسی یہ ہے جو علاقہ لگا کہ کوئی مصرعہ ایسا ہو گا۔ چوتھا مطلع ہے ؎

اک شاہد خیال کو لپٹا کے پی گیا
اچھا میں بانہیں ڈال کے اٹھا لیا گیا

اس اٹھانے کا وارد کچھ اور ہی ظاہر کرتا ہے۔ چھوڑ ظاہر یہ ہے کہ شاہد خیال کے سینے پر نگاہ پڑی اور شرم غالب ہو گئی۔ اس مطلع کو پڑھ کر ہرگز یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ کوئی خراب پینا مراد نہیں لے سکتا۔ قرینہ جو شاعر کے اسی پر چلنا چاہیے۔ گلے میں بانہیں ڈال کے تو مزہ اٹھاتا گھبرا اچھوں میں بانہیں ڈال کے اٹھانا ہی بیان ہے لہٰذا دوسرا مصرعہ یوں ہوتا تو اچھا تھا مطلب حاصل ہوتا ؎

اور ذرا جوڑ روک کے وہ اٹھا کے پی گیا

پانچواں مطلع ملاحظہ ہو ؎

میں مست توبہ کر کے بھی پچھتا کے پی گیا
ساغر اچھال اچھال کے لہرا کے پی گیا

مست کو ساغر عزیز ہوتا ہے لہٰذا ساغر اچھالنے کی قوت کہاں رہی ہے جو اچھالتا اور مٹکاتا ہے اگرچہ لہرا کا جوڑ بھی الگ رہتا ہے۔ چھٹا مطلع ہے ؎

وحشت بقدر جوش طلب پا کے پی گیا
ساقی کی اس ادا پہ کہ لہرا کے پی گیا

اچھا کیا دوست ہی کر لی گئے یا نہیں بھر پی گیا اس کے اور کچھ مطلب ظاہر نہیں ہوتا۔ نہیں ایک اشارہ ہے یعنی لہرانا مطلوب ہے اور لہرانے جاتی ہے جب اشعار کی طرف توجہ کا منہ پھیرے ؎

دھندلا ہے مری خوشی رہ رہ کے دکھتا
رحمت کر ہا اب ہاتھوں پر جھکے گیا
یہاں بھی مضمون ظاہر ہو گیا پی گیا ہے اپنی رحمت
یا آپ رحمت۔ پھر فرماتے ہیں ؎
جب سب جہاں ہو گیا رحمت بھلا
پی حقیقت کی وحدت کے پی گیا
ا اب سب کی پہ سب کے لئے صبح ہے چھیں
گئی ہیں گھر کی سامنے نہیں آئی ہو پی گیا ہے جام
یہ ہوتا شعر ہے ؎

پھر خود ساما ان ان لڑکے پی گیا
حضرت کا شعر دیکھیے ؎
میں ہوں گلشت تو جب جب کر گیا کیوں
کیا جانے کس خیال میں گھبرا کے پی گیا
گھبراہٹ میں کسی بال کو دیکھتا ہے یہ خیال تو
گھبرانے والی چیز بل اور عالی نہیں کیا ہوشی
کی آگئی ہے ؎
سرمستی ازل مجھے جب یاد آ گئی
دنیائے اعتبار کو ٹھکرا کے پی گیا

ہزار مختصر یہ ہی ہے کتنی کلام
لڑائی تو لے جب مجھے لڑا کے پی گیا
ہیرا شاعری کا یہ لا دیکھیے ؎
جس جس مقام پر مجھے مشکل پڑ پڑی
افسانہ ٹھیکہ کو دو پڑا کے پی گیا
تھا افسانہ بیکار ہے مختصر بیڑا کو دو پڑا کے پی گیا
کہتے ہیں بستر لیٹ کے پی گیا اور مشکل سے جہاں پڑا کے
ا یک جیسا لینا تیرا نام ہی اور ہیں پیشانی کا
کوٹھری کے دریات گنت ہم ترنم میں جس کے
راہ والی جا ایک طرح ہو گئی
میں تو نصیبی کوٹھری میں آ گئی
اندھیری کو ٹھری میں آ گئی
حضرت شاہ کی کے جلوہ سے پیش عشق
دیکھیے ؎
اے رحمت تمام مری ہر خطا معاف
میں انتہائے شوق میں گھبرا کے پی گیا
دیکھیے یہ لطیف رحمت کا تیسرا دور
ہے فرق صرف خطا کے بیچ شراب
میں نقص و کمال کی شیشہ تھی آج ایک جام
رحمت انتہائے شوق کے جوش کو
حسن سے ترتیب کی ہے کتابی اور سالہا
ستاروں کی پھول ۔ اور شہری گھر چھپے
خوش نصیبی پر ہو بجا کیا دیکھیے ؎
متی ہے کس کو خاص ترے عطا کرنا
میرے نصیب سے کہ تجھے پا کے پی گیا
اب کی جیسے پایا تھا اس کو پی گئے

جب آ گیا خیال میں جھوم کے پی گیا
جھومنے کا سبب ظاہر نہیں ہے شاعر
ایک حسن سے جوانی کی یہ لی ہی ہے
دیکھ جھوما ۔ کیا ہے اگر سب کے
اظہار کی ضرورت نہیں ہو چاہے
کہہ دیجیے ۔ گھبرا کے پی گیا ۔ بچا کے
پی گیا ۔ ترک کا کے پی گیا ۔ جھوم کے
پی گیا ۔ بڑھ کے پی گیا ۔ یا دہی اڑا کے
پی گیا کیا بُرا ہے سب ہی ٹکڑے
بر محل ہیں ۔ فرماتے ہیں ؎
اے ساقی ازل ترے محفل میں مرغ زار
تو کہکشاں کو ٹھکرا کے پی گیا
پیارو مری مرحمت سے ساقی کی لطف
حق کے نیچے اتری ہے ۔ بیشک ہے
کہ رحمت کی شکل ہے ۔ اور شاعر چاہے
سے بچا لیجیے اور ایک ہی ہی حال
رہے وہ چشم یار کی خبر کے پی گیا



جنگ ۔ وقت ۔ تجربہ کی غلطی ۔ گذشتہ کا ڈر ۔ یعنی مقدمہ بازی کا منظر

واہ پی اور پی تو جانا ہو ہو گیا ۔ حاصل طرح کہہ ہے
نہیں بس لگے ہاتھوں پہلا کیوں نہ کہیں ؎
دیکھ ماہ نیم روز پہ کب تھی مری مجال
گھر پیری کا حظہ ہے ؎
میری نگاہ و فکر پہ جب چھا گئی بہار
رنگینیوں پر شدت سے لڑا کے پی گیا
صنعت تیغ بیٹی میں اس سے بہتر شعر ملنا مشکل ہے
نگاہ و فکر کے تاب پہ بہار چھا جانا اور رنگینیوں کا اثر ایک

پہلے ٹھکرا پھر پیا ۔ شاید بادہ کشی کا یہ کوئی نیا
(ٹھکرا یا انگوٹھی یا) دستور ہے پھر ساری دنیا ہے جلا
کو ایک بار مشکل لینا بھی ہوتا ہے ۔
اختصار کی خوبی قابل غور ہے ؎
افسانہ مختصر مری بیکشی کا ہے
تو نے پلا دیا جب مجھے لڑا کے پی گیا
یہ آخری مصرع ہے پینے میں لڑا کے بغیر کام نہیں چلتا ۔
حضرت شاعر نے وحشی لڑنے کی وجہ کوئی لڑا نے
سے بھی نہیں بھرتا اور لڑا کے کیوں دیکھیں ؎

پھر رحمت بھی نہ ہو گا اتنی نہ بچا گی اصلی
خرم آمد گی ملاحظہ ہے ؎
آمد گی خاطر ساقی کو دیکھ کر
جھکا ہے جرم آئی کو فرما کے پی گیا
نئی دلہنوں کا قاعدہ ہے کھانے پینے میں خرابی کیں
کہ سسرال والے ان کو منانے کیں چنانچہ پیشہ دہ بنا
دلہنوں کی زبان پر ہے ۔ کھانا بنانے بیٹھ لو ہے
تو پینا بنا نہ دو ۔ یہ فرمائی ہے ۔ گھر پیاری اصلی
ہم ہوئی کہ اب فرما کے کنت کہتے پی گئے ۔

مطلع نذر ہو سکا

اس جان بیکس کی قسم یا جگر
کل عالم اسپیا ہیں بچاکے پایا گیا

خوب شد ۔ جتنی کمانے کی چیز تھی مگر جو لوگ صلوٰۃ سے
کھایا کرتے تھے ۔ کل عالم اسپیا پر بچاکے پایا گئی
اب نہ کمانے کے لیے باقی رہی نہ پینے کے لائق بھی ہنسی
بھی نہ بیچی کہ کوئی چاہے ۔

معلوم ہوا کہ خاموری کا گھر بنانا مشکل ہے
ہے جس کا بھی جی چاہے بحث سے الگ ہو جائے ۔ مذاق سلیم
گیا ۔ یہی اسپیا نہیں ہے اور زبان کی خوبی یا اس کی
ترقی کی امید ہے ۔ اگر یہی خاموری ہے تو ابن علم کو
اس سے چنانچہ کوئی لازم ہے جیسے ان اور اہل حفاظ
کے لیے خالی چھوڑیں اور گھر کے کیسے مقفل بند کر کے
بیٹھ رہیں فقط ۔

داد

اودھ یا داشمرا

# الروضۃ البہیہ فی تاریخ سلاطین فاطمیہ

ہندوستانی مسلمانوں میں بوہروں کی جماعت
ایک نامور تجارت پیشہ جماعت ہے ۔ اسلامی مورخ
اس جماعت کو ملاحدہ یا اسماعیلیہ یا باطنیہ وغیرہ
کے دوسرے توہین آمیز ناموں سے یاد کرتے ہیں مگر
ایک زمانہ تھا کہ بڑی بڑی سلطنتوں کے خدام ان
ان کے نام سے لرزتا پڑتا تھا ۔ مصر و سواحل افریقہ
و شام تک ان کی دیرینہ سلطنت تھا جس کے زمانہ میں یہ
فاطمیہ کے نام سے ملقب تھے تقریباً تین سو برس
تک ان کی حکومت رہی ہے ان میں بڑے بڑے
نامور خلفا و حکمراں گزرے ہیں سلطان صلاح الدین ایوبی
شیرازی احمد بن عبداللہ کے چشتی اور ابو علی رہی تھا ۔
سلاطین ایوبیہ نے ان کا قلع قمع کیا اور اس زمانے
سے یہ منتشر ہوئے حکومت ہاتھ سے جاتی رہی جماعت
ہو گئی ۔ اس گروہ نے تقیہ میں احتیاط کیا کہ کوئی
مفصل اور مستقل تاریخ ان کے مفصل حالات کی
حالی موجود نہیں ۔ ممکن ہے کہ بزمانہ تقیہ

عوام کی نگاہوں سے چھپی کتابیں ہو گئی ہوں ۔
یا اسمٰعیلیہ علماء کے نزدیک عام مسلمانوں کی کتب میں
تاریخ علمی میں اسمٰعیلیہ گروہ کے عقائد کا ذکر نہ کرنا
انتساب آسان ہے ۔ چنانچہ اس موضوع پر قرون
نے کچھ ملتا تھا مگر ابن خلدون اور مقریزی وغیرہ نے گروہ
غلط بحث اور التباس کے عیب سے خالی نہیں
ہیں ۔ اور سات تحمل جیسا کہ بس نام کی لیجئے کام مارا
یہ گروہ بھی اختلافات واقعات کے حیثیت حسب معمول
زمانہ پاک نہ رہ سکا ۔ کئی فرقے ہیں اور جداگانہ عقائد
رکھتے ہیں ۔ چنانچہ ان کے ایک فرقہ داؤدی کے نام سے
موسوم ہے ان کے امام ان کی حضرت مولانا طیب
طاہر سیف الدین ایک جوان جیت عالم ہونے کے علاوہ
صاحب تدبیر بھی ہیں ۔ یہ اپنے گروہ میں داعی کے نام سے مشہور جانے
جاتے ہیں یعنی معصوم تو نہیں ہیں لیکن خطا سے بری
سمجھے جاتے ہیں جیسے کہ امامی اصطلاح میں معصوم کہلا
کہتے ہیں ۔ نائب امام ہونے کی حیثیت سے ان کی اطاعت
فرض ہے ۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سیدنا طاہر سیف الدین
علمی رسائل کی طرف سے بے پرواہ نہیں ہیں ۔ ایک قول
ہے آج کوئی شخص چھاپ کیسی نکلتے اور انتہائی
پڑھ جانے کے فن سے روشناس نہیں فرقوں میں شمار
کیا جاتا ۔ اسلامی جماعتوں کے قلم میں جب تجلی ہوتی ہے
تو نئی گروہوں کے بوہروں کی نیند یا اب شانا یا کرتے ہیں
اور اس طرف سے عام تاریخ اسلام میں الزامات عائد
کی تقلید و ابطال کرنی ہے وہ بھی نہیں کیے جاتے
پڑھی اور لکھا ہے ۔ مثلاً اسلامی اور عجیب ہوتے ہیں
دشمن کی طرف زبان قلم کر تعلیق دی ۔ الروضۃ البہیہ
فی تاریخ الفاطمیہ کو دیکھ کے ہم متعجب ہوئے کیا معنی کہ
دستور کے خلاف ہے

ہمارے پیر بتاں سے ابھی پڑھے آکر
وہ آئی حضرت عثمان نے کیا قیامت کی ؟

البیان المغرب فی اخبار المغرب عربی زبان میں
ابن عذاری مراکشی کی ایک تصنیف ہے کہ جس کا کچھ
کونے گھر سے ہیں شیخ ہوئی تھی مولوی جمیل الرحمٰن صاحب
ایم اے پروفیسر تاریخ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے
کہا ہاتھوں اس کا ترجمہ کرایا ۔ ترجمہ کی خاصیت کو

پانچ برس کر کے علیحدہ حسین کے پردے کی ساعت
۲۶ ۲ اسے پانچ برس کے جواب ۔ ۔ دوبارہ
شائع کیا گیا ہے ۔ جعفر ایس ذاکر حسین جعفر صاحب میں
گر خدا جانے کس نزدیک سے تعلق رکھتے ہیں ۔ خیر والی جا
آدمی صاحب فکر ہوتا ہے اعلام ہوتے ہیں زمین پر
میں اپنا چادر و رسم نہیں ۔ الطبیعی مصری ترتیب کے
حصہ دو یعنی کا اظہار ہمارے عقیدے سے خارج ہے اور
کتاب اپنے مذاق اور ذہن کے مطابق خود ہی فیصلہ
فرمائیں ۔ اول طبع ثانی کی نوبت آئے تو جعفر صاحب سے
درخواست ہے کہ فاطمیین کی سلطنت کا نقشہ اور ان کے
مقبوضات کے تفصیل حصہ بھی کتاب میں بڑھا دیں ۔
ایس ذاکر حسین جعفر صاحب کو ترجمہ پر فخر ہے شائع ہیں
کہ آنحضرت فاطمیین کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ
و اصل مصنف نے دعا کر دیا ہے تو کم از کم جناب مترجم کو
مصنف کی روش اختیار کرنا چاہیے تھی ۔ مگر شکایت
یہ ہے کہ یہاں آئے حضرت گزر جاتی تھی شیریں رکھی گئی
لکھ وقت البیہ کی پیدائش ہر گز نہ ہوتی تو آپ کی عزت
کی کیا کمی تھی

اس کتاب کی تدوین ۔ متداول تاریخی کتب سے
ہوئی ہے اور سلاطین فاطمیہ کے سیاسی امور کا
ذکر خالی خالی ہے اور سیاسی خاندان کا اظہار فضیلت ہے
فرقہ اسمٰعیلیہ اگر نہج اعتقاد فقہ کے ترجمانی میں اردو کتب
چاہتا ہو تو اس سے اختیار ہے کہ کم از کم تاریخی روایات

اجلاس صاحبہ مسٹر کشن جی بہادر جوڈیشل

واقعہ ۱۰ اگست ۱۹۲۱ء

درخواست دیوالیہ نمبر ۲ بابت ۱۹۲۱ء

بنام سید الطاف حسین خان صاحب سوداگر مسمٰی رنگ محل
بہ تکمیل درخواست عبدالرحمٰن خان دیوالیہ بتاریخ ۱۷
اپریل سنہ ء کو دیوالیہ قرار دیا گیا تھا عبداللہ ہو چکا
رسید و نسبت حالات دیوالیہ رسالت مانتان دیوالیہ
عبدالرحمٰن خان تمام قرض خواہوں سے نسبت
ادائے قرضہ کسی حد تک بری کیا جاتا ہے ۔
المرقوم ۔۔۔۔

دستخط حاکم عدالت انگریزی

مہر عدالت

زرکار عمدہ اور پالمار رنگ ہے اسکے بنانے اور فروخت کرنیوالے حافظ سیٹھ محمد رفیع تاجر گوٹہ دسری کہ چمپاباغ لکھنؤ ہیں ۔

دور آ جنگ عظیم سے جہاں اور بھی اسلامی سلطنتوں کے
خاتمے کے تعلقات ضرور خارج ہو جانے چاہئیں آج کل
ہندوستان کی مسجدیں جو اپنے مستقبل کے بارے
میں مضطرب ہیں۔ جماعت … ابھی بھی جماعت ہے
… کچھ حقوق ہندوستان کی گردن پر ہیں
تاجرانہ عمل و کفایت سے کام لیا گیا تو نتیجہ خوب ہو
یا گتھیاں سلجھانے میں وقت کی … ہو جائے۔ …
… سے نکال دیکھو … اسی طرح
نکال باہر کیے جاؤ گے جس طرح حسن بن صباح …
نمک خوار ہے۔ وہ حکایت بھی لطیف اور سننے کے
قابل ہے۔ ایک کتب کے تین شاگرد تھے نظام الملک
طوسی عمر خیام اور حسن بن صباح۔ آپس میں عہد ہوا
کہ تینوں میں سے جس کسی کی قسمت کا ستارہ چمکے
اور طالع یاور ہو وہ دوسرے دوستوں کا خیال رکھے
بادشاہ وقت کا قرعہ پہلے حضرت خواجہ نظام الملک کو
حاصل ہوا۔ … عمر خیام نے وظائف … لیا
کیا بادشاہ … سالانہ پر انھوں نے قناعت کی
… شاہوں کی چال دیکھئے … شماری کرنے
پھر حسن بن صباح پہنچے انھوں نے حسن کلام
فروغ تدبیری کے جوہر شاہ کے مزاج میں … دخل
حاصل کر لیا۔ اب مولانا نظام الملک … علاوہ …
میں … ایک روز بادشاہ نے پوچھا کہ ملک
محروسہ کا تمام … کتنے دنوں میں مرتب ہو سکتا ہے
خواجہ نے جواب دیا دو سال میں۔ اور حسن بن صباح
نے کہا چالیس دن میں۔ حسن بن صباح کو چالیس دن
کی مہلت دی گئی۔ آدمی محاسب اور منشی تھے مدت
کے اندر مرتب کر لیا گر خوبی تو یہ ہے کہ صفحات پر
… ورق … کافی … کے راج
گئی ہوئی تھی چالیس دن دربار میں پہلے حسن بن صباح
حاضر ہوئے دفتر اپنے غلام کی بغل میں … کیا کہ جب
طلب کریں فوراً پیش کرنا۔ پھر حضرت خواجہ تشریف
لائے جلوخانے میں حسن بن صباح کا غلام دفتر لیے
کھڑا تھا اس سے کاغذ مانگ لیے اور حسن ترتیب
دیکھتے ہی خیال ہوا کہ حسن بالا ہو گیا۔ تمام دفتر
پلٹ … ترتیب … کے … کیا …

غلام کی ناک پر … سکت … خود شاہی
دربار میں اپنی جگہ پر جا بیٹھے اتنے میں بادشاہ نے دفتر
طلب کیا تو ظاہر ہے کہ اجزا دفتر سے بادشاہی … ہوئے
کا جواب … حسن کو ندامت ہوئی اور اس
نے بہت … پر مجبور ہو … اور سے
دور بھاگ کھڑے ہوئے علاوہ اجزائے دفتر کا … ہوا
وہ ایک روز میں … تھا۔

… کی کتاب ہے لکھائی
چھپائی اچھی ہے کاغذ … سے
… قیمت پر مل سکتی ہے۔

(راقم)

خاک سار … التاریخ

## قول مرداں جان دارد

### وضعداری

بانکے مرزا … کی تلاش میں … جنگل جا نکلے
ایک دوسرا خوبصورت جوان … صاحب
سلامت ہوئی دونوں ایک دوسرے کے گرویدہ ہوئے
آپس میں معاہدہ ہوا کہ ہر کام میں ایک دوسرے کا دلی
و جان سے شریک رہے گا۔ نوجوان نے بانکے مرزا نے
کہا آؤ بھائی شکار کھیلیں بھوک بہت لگی ہے جوان خود
شکار کی تلاش میں گیا ان سے کہتا گیا تم جنگل کی سوکھی
لکڑیاں چن لاؤ۔ بانکے نے لکڑیاں چنیں۔ جوان
ہرن مار لایا خود نمک کی تلاش میں گیا انھیں گوشت
صاف کرنے کی خدمت سپرد کیا … آگ
روشن تھی اور … بانکے نے … کا
انتظار نہ کیا ہرن کا دل نکال کے آگ پر تکے سینکے
اور کھا گئے۔ جوان نمک لے کے پلٹا کباب تیار ہو
گئے تھے جوان نے پوچھا دل کہاں ہے بانکے مرزا
کے منہ سے نکل گیا اس ہرن کے دل نہ تھا۔ بات
… جوان … ہو گئے … کا
… کا ہرن بھی … بانکے … تھے
انکار کے بعد اقرار کیا کرتے وضعداری کے … میں
… جگہ

شکار کی حد تک پہنچ گیا۔ بانکے مرزا سپہ گری کے
فنون میں … ہو گئے جہاں سینہ پر …
خنجر کے … ہرن کے دل تھا یا نہیں اب
بھی سچ کہہ دو تو جان حفاظت رہے گی۔ مرزا …
… ہرن کے دل … تھا۔ پہلا امتحان …
ختم ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد جوان نے کہا چلو مرزا
چوری کریں۔ چوری کے واسطے شاہی محل … گئے
کمند پھینک کے … چھت پر اور چھت سے …
اترے جوان نے … صندوق … مرزا
کہا تم … کی آڑ میں کھڑے رہو … جانے دو
… مرزا … میں آ گئے جوان اپنی … تک
… مرزا ادھر سے گئے اور
… چوری کا …
… کے نیچے … تیر …
… لٹکا دیے گئے … جوان …
… مرزا … سوال کیا کہ اب بھی … اگر جان عزیز ہے تو بتا دو کہ
دل تھا۔ مرزا نے گردن … جواب دیا دل نہ تھا
دوسرا امتحان … ایک ضرب شمشیر … رسی
کو … جوان اپنے گھوڑے پر بٹھا کے غائب ہو گیا
… مرزا
اپنے رفیق کے ساتھ ایک عالی شان محل میں آئے
رفیق نے … پر خاک بھی …
مرزا … خوش … خوبصورت رفیق نے
مرزا کا سر زانو پر رکھا کنیزوں نے …
… مرزا نے آنکھ کھولی رفیق نے منہ
سے منہ ملا کے سوال کیا ظالم اب بھی کہہ دے کہ ہرن کے
دل تھا۔ مرزا … تیسرا امتحان ہوا۔
رفیق نے کہا … اس شہر کی شاہزادی ہے
باپ نے میری شادی کا مجھی کو مختار بنایا ہے اور
میں تمہیں اپنا … بنانا چاہتی ہوں …
درست کرو تھوڑی دیر میں … آنا ہوگا۔
… رسم ہوئی قاضی آیا …
… گیا۔ حجلۂ عروسی میں … قصہ
ختم ہوا … کی کتاب …




قلم معدوم رقم ہے یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں - ہے عیش خواب میں

دفتر انقلاب پیکر ہے واں ایک خامشی مری سب کے جواب میں - لطف انقلاب میں - ۱۱



گل بصد جلوہ در آمد شگفتہ در بر کیست
باد صبا حکایتے گفت در بر کیست

بہ سعدی دہر بیں کردہ چند بیں ہوا
سر کوہ غنچہ کردہ بشگفت در بر کیست

اگر آپ خوشبو دار پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا چاہتے ہو تو ... عطر ساز ان ہو کہ
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ ہمارا باغ تا پا کھلا ہے ۔ اور گل ... مکان

سیاہ ادھ موئی تھی کہ دھلی نے جان کی قسم دے کر پوچھا بیچ کو پیارے ہرن کے دل تھا یا نہیں؟ گرو دیو نے مرزا یا مشق سخن کے بعد بڑے شہزادوں سے بھی کہیں زیادہ بیٹھے ہیں۔ دل نہیں تھا۔ نہیں تھا۔ نہیں تھا یعنی طبع بھی سخن چھوڑی پر غالب نہ آئی۔ وہ کمانا نہیں جانتیں کما کر لی ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ مرنا کے بعد ان کے دھن اب خیر تیج سکتے ہیں۔ مگر نہیں غلط ہے جبکہ ہندوستان کے اخبار نویس اپنی پالیسی میں تو لوگوں کو پوچھا کر لیا ہے یعنی ایک اخبار کا مذکور اچھی پالیسی جب عمدہ مگر پالیسی بین کرتی ہے کہ پھر وہ بیٹھے پاؤں ہے یہ نہیں ہوتا ہر بیٹھے بیٹھا ادھر بھاڑ آج کوٹ کی بیچ کس نوع کی بات نہیں غرض سے آج یہ خیال غلط ہے کہ کل کسی کی خلافت اپنے گھر سے کرتے ہیں لیکن آخر شخصیت کا معاملہ پڑ گیا اور جنبہ داری پر تُل گئے تو ہو گئے آسمانا مرزا۔ ہرن کے دل نہ تھا۔

امان اللہ خاں نے بچاس ذی اقتدار رو پیہ کرنے کا کر دیا یا نیک پیدا کیا اب بھی نازی رہے۔ ہرن کے دل نہیں۔ بیچارے نہیں کے چہرے عرض پذیر کیے اسپر بھی آزادی کے حامی ہرن کے دل نہیں۔ ذی اقتدار کے سر پر جب روشن حالی اور مذہب پرستی اور معاملہ اُبھر جانے کے باعث عادل کے عادل۔ ہرن کے دل نہیں۔ یورپ کے قوانین وضع کرتے وقت شریعت کے اہم اصول بالکل نرالے تو دینداری میں فرق آ گیا۔ ہرن کے دل نہیں۔ قدم قدم پر جتا تیں نہیں درانتیں کے پیچھے اوٹنی نے کے گھر سے اونٹ نکل مدت تک مشغول رہے۔ ہرن کے دل نہیں۔ فوج کی تنخواہیں بڑھانے کی تقسیم کی۔ پیروں اور مذہبی پیشواؤں کے مخالف بڑے بیچ تو سخی بادل کا لقب اخباری لاشوں کی طرف سے عنایت کیا گیا۔ ہرن کے دل نہیں۔ دشمنوں کے ہاتھوں ہر قدم میں ناکامی کا نشہ دیکھا تو سلطنت کا منصب اعظم کا خطاب۔ ہرن کے دل نہیں۔ جب تاج چھوڑ کے میدان سے بھاگ گئے تو بہادری اور شجاعت میں ریکارڈ قائم ہو گیا یہ فوج ادھر ادھر بکھر گئی۔ ہرن کے دل نہیں۔ دنیا اخبار نویسوں کی جان پر بنی تھی حضرت

کے تجلی شیں سے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے اہل قلم نذریں جال میں پھانسے گئے ہوں اور غلط قصیدہ خوانی کی اُجرت پا چکی ہوگی ہیں جب زیادہ گزرے تو ہرن کے دل نہیں۔ تو کے معنی بھی کیا ہیں۔ مقبول ہوا مرنیچاب ان کے لکھے یا فرقہ کا اتنا اثر ہوا ان کی لغات مشق تو پب نہ بینگ، کیا کہ ہندوستان کے بعض اہل دل مقبول ہوا مرنیچاب فاتح کابل ہوا منصور کے قطع سلطنت پہ صدر گرینکا منبتا ہوئے۔ جب تک تند عاد میں خالی پیچھے سوائے کے مل جو ہمارا رسوخ تنگ، سید تیج اور گرو پر غالب رہی مگر غلامی کے ترک وطن اور مذہب خطرہ بابی کی خبر سنتے ہیں۔ ان شاء اللہ ایسا محدود مرض باطل ہے کسی طب کی کتاب میں مذکور نہیں یعنی اس گروہ مشتاق خبر ہوش۔ واہ خود مزید مشفق میں مدد گروہ۔

اب اس وضعداری کے تیروں کا تودہ منزل تیار ہو رہا ہے۔ لکھا ہے کہ ہرن کے دل نہیں کا عمل شروع ہوا ہے خدا خیر کرے۔ جنرل صاحب بھی ہم کو لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں ہندوستان کے فرقہ دائیں اور علما ور سی میں انگریزوں کا امتحان ہو رہا ہے یہ تو آپ کے پاس نہیں مگر ممکن ہے کہ شاید رکیں اتحاد عظیم ہند کا گم شدہ دل مل جائے۔

راقم

وضعدار [illegible]

—

## مولانا پنج کی نوٹ بک

### چڑے کا رجز بجواب اہل سنت کی زبانی

ایک میاں چڑے بی بی چڑیا کے ساتھ کھیلیاں ٹوش خلیاں کر رہے تھے بی چڑیا کی سوت جو کچھ ہوئی نہیں چڑے کو غصہ آیا اور سامنے بی چڑیا کے بیچ گرد و تیں وہیں ایک آدھ چونچ سے خبر لی پھر نگاہ غلط کر نے سے حق ہے ادھر سے ڈھنڈا بچانے کے بازوؤں میں ہو تقدیر ہو ملاقات ہو تو انائی کی جھلک ہے کہ بیک انشارہ بازو حضرت سلیمان کا قبہ سمندر میں پھینک سکتے ہیں:

ہمارے میاں چڑے کے الفاظ پہنچے کان میں پہنچے کہ حضرت سلیمان کے سمع اقدس تک بھی پہنچے حضرت نے میاں چڑے کو طلب فرمایا اور پوچھا کیوں جی تم کیا بک رہے تھے۔ اچھا یہ تو ہم جو دیتے زور بھی اپنی طاقت کا کھیل جیں بھی دکھاؤ چڑے صاحب نے کی معذرت آپ بھی ہوائی تماشائی بجھائی بہا قضا فرماتے ہیں۔ خاوند دوسرے پر کیا جو اپنی جورو پر رعونت نہ لائے جیسے رعونت کوڑ لاکام نہیں بنتا کیا معنی کہ گھر کے لوگ کچھ بھروسہ والے پانی کے محتاج تو ہیں نہیں رہے ہیں گر چڑے کا خصیت انسانوں میں ہے جو یہاں اصل کا ترجمہ ہوا ہے اکثر سکی ہوائی جن سے بچھو وزک ہوا کرتی ہے۔ یا رعونت نہ لانے کی عادت آ گئی ہے جو ہماری مجلوں ہی پر کان نہ دھریں یہ اسیس ہی دھر بیٹھے آدا یا کرتی ہے۔ اسی سلسلہ پر عمل فرمائے اگر مسٹر ہی بیسنٹ نے ہمارے تاج گورنمنٹ ان میں ہندوستانی جھنڈوں کی نظر زورو اور تسبیح جیسی سلطنت ہم نہ مانے گو منحنا نثار دہ۔ باعتبار منطق بعضے رعونت بھی ہار کی کا ایک عادی جز ہے مگر حکومت ہند وہ جبرائیں جو رعونت میں آئے وطن کو ہندوستان میں بغاوت کا نام نشان نہیں ہیا شکریم اور بھر بیر غالی کا ایک بہانہ ہے جو مسلسل تیرہ برس سے جابر خواہشی کا فرض ادا کر رہا ہے۔ دوسرے کر انکی بھی کیا کہ بغاوت خارج میں ہو جو ادھر مسٹر کی ہے تو آج یہ خفتہ رہے بیداری بھڑک ہر تال کیجے اور جیل خانے جائیے اہل انگلستان کے وفاداروں کو بیجر ہم کہتے ہیں کہ ہم ہر یا اِنشاء اللہ دست ہیں۔ دوسری سے صرف خطاب کا استقبال بچگانہ کا قطع و تسلیم کر سکتے ہیں خدا نے چاہا تو سبقت اور قرب کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔ لیکن ہمارے نزدیک تو مسز بیسنٹ کی یہ پیچ خوانی کہ "اگر ہندوستان کے مطالبے جلدی پورے نہ کیے گئے تو بغاوت ہو جائے گی" چڑے کی رعونت سے زیادہ کچھ صداقت خیز مفید ہے جو بیسنٹ کے کلام سے سخت گیر قوانین کی حمایت کرتے ہیں اور اس حکومت کے حق میں جو از روئے قانون ہندوستان پر مسلط ہے تا حال اتنا بھی اجتہاد کرنے کی بحث کو علمی بنا سکتے ہیں۔ لہٰذا بس کرو! اب تو دونوں پر گیدڑ بھبکے کا سہرا بیٹھ چکا۔ پھر ماشاءاللہ بڑی بات۔ بیان کرنی

سلیمان سیل نہیں ہے جو وہ کسی اسلامیت [illegible]
حکومت [illegible] ہے تم دھوتی [illegible] اور فرما کر گی
کہ دیکھو صاحب ہم اپنی حالت [illegible] یا ذکر ہیں ۔ [illegible]
[illegible] جانے تجارت کا اقرار کیا ہے ۔ اب بھی [illegible]
کہ وہ اس میں شک ہے چونکہ حکومت سے ایک نیا [illegible]
سیشن [illegible] کے پاس کر دیا جائے گا ۔ تم تو [illegible]
[illegible] جہاں ہم لوگوں کی جان پر
بن گئی یا اسلام کی دنیا میں [illegible]
لینی پڑے گی اور اسکا بھی ایک [illegible] تیار کرانا پڑیگا
مگر [illegible] اسلامی صورت [illegible]
میں ایک [illegible] روشن کرتے ہیں ایک ۔ [illegible]
خلاف معمول اگر [illegible] اسلامیاں صورت [illegible]
گھر گھیرے [illegible] ہو جائے گی نماز [illegible]
یا اسلام کی [illegible] ہے ۔ اچھا [illegible]
ہم تو خبر کرتے ہیں کہ تم نے کسی خلاف قانون مقصد
کے لیے [illegible] یا ہے تو چار دن
جیل ہوئی [illegible]
ابھی ہم خوب تمھاری [illegible] جاتے ہیں تم [illegible]
[illegible] بہت سی [illegible]
ہیں تم ضرور [illegible] کہ ہم تیار کرانا چاہتے ہو [illegible]
[illegible] کیا چیز ہے ! [illegible] لیجیے بھی یہ
[illegible] تمھارے پاس کہاں سے آئی ۔ اس [illegible]
[illegible] اچھا دکھا [illegible] ۔ اس [illegible]
کی [illegible] میں [illegible]
ہیں ۔ کام اچھا ہے [illegible] اچھا ہے ۔ [illegible]
کی حکومت ہو جانے پر [illegible] فضل ہے ۔ میاں
[illegible] فرماتے
ہیں اب تحمل کی [illegible] زمانے
ہیں کہ دیکھو ہندوستانی قوم [illegible]
[illegible] ان باتوں سے کیا ہوتا ہے [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible]

[illegible]

## چور کی ماں کوٹھیا میں منہ ڈال کے روئے

[illegible] ایک شخص [illegible] کی جاتی تھی جب
[illegible] کا سبب [illegible]
[illegible] اگر [illegible]
[illegible] ہوئی تو [illegible] گا ۔ دل
[illegible]

کلکتہ کے [illegible] میں [illegible]
کے [illegible] کا حال [illegible] تین سال سے [illegible]
[illegible]
کیا [illegible] کام ہے ہم [illegible] دیکھتے ہیں کہ [illegible]
[illegible] حفاظت جان و مال کے لیے مقرر کیے گئے
ہیں انھوں نے [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] کس قیمت
[illegible] کیا ؟ [illegible]
[illegible]

[illegible] ہندوستانی پولیس کی [illegible] سال
[illegible] پولیس کے سپاہی [illegible]
اور [illegible] کی تلوار [illegible]
[illegible] سڑک پر [illegible] کی خبر [illegible]
آپ [illegible] صاحب آگے [illegible] اب اگر آپ
[illegible]
[illegible] ان کے باپ کا مال ہے ۔ اور اگر [illegible]
[illegible] ہیں تو [illegible]
[illegible] اسلامی [illegible]
[illegible] آخر [illegible]
وہ کیا کرے ۔ ہندوستان کی پولیس [illegible] تنخواہ
پاتی ہے [illegible]
[illegible] وغیرہ کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] حاصل کر لی ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] میں [illegible] پولیس
[illegible]
[illegible] کے مال سے تنخواہ مقرر کر دی ۔
[illegible] صاحب کی [illegible] میں [illegible]

[illegible] تحقیقات [illegible]
[illegible]
[illegible] جب تک ان [illegible]
[illegible] کی فہرست میں
ان کا نام [illegible]
[illegible] جیل خانہ سے باہر نکلنے کے بعد [illegible]
[illegible] کہ حکومت بنگال ان [illegible]
کی ماں [illegible] کوٹھیا میں منہ ڈال کے [illegible] ہے ۔

## یا اہل البکاء

[illegible] سرفراز لکھنؤ کا [illegible] بھی
[illegible] شہادت امام حسین [illegible] مضمون
[illegible] مضامین [illegible]
ساتھ [illegible] تاریخی حیثیت سے بھی [illegible]
ان کا [illegible] ۔ اہل [illegible] ایک
[illegible]
[illegible]
[illegible] ایک [illegible] وقت [illegible]
[illegible] ثواب سے خالی نہیں ۔ اب
[illegible] سرفراز [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

## رعایت

[illegible]

[illegible]

گلزار داغ [illegible] فصیح الملک داغ دہلوی [illegible] قیمت [illegible] ملنے کا پتہ منیجر جنرل بکڈپو [illegible] لکھنؤ

[illegible]

[illegible]

